# منہج سلف صالحین کا اتباع راہِ حق کا ضامن

ابو اُسامہ نوید احمد بشار ............ مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم

کچھ ''شاذ'' لوگوں کو ایک طرف رکھ دیجیے۔ باقی ہر ذی شعور مسلمان کا یہ اعتقاد ہے کہ اسلام کا اولین زمانہ عقیدہ و عمل ہر اعتبار سے افضل و اعلیٰ اور حسین ترین دَور تھا۔ خود رسولِ اکرم ﷺ بھی اپنی اُمت کو یہ بتا کر گئے کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں میں سے میرے دَور کے مسلمان بہترین ہیں، ان کے بعد وہ دو زمانے بھی بہتر ہوں گے، جو ان کے متصل بعد ہوں گے۔ اگر اسلام کا ابتدائی دور عقیدہ و عمل کے لحاظ سے بہترین نہ ہوتا تو اسے عہدِ زریں کیوں قرار دیا جاتا؟ پھر اس حقیقت سے انکار اس لیے بھی ممکن نہیں کہ ہم جوں جوں اس بابرکت عہد سے دُور ہوتے گئے، عقیدہ و عمل کے حوالے سے ہمارے باہمی اختلافات بڑھتے چلے گئے۔ کسی بیماری کا علاج تب ہی ممکن ہے، جب اس کی وجہ معلوم ہو جائے۔ ایک حاذق طبیب مرض کا سبب تلاش کر کے اسے ختم کر دیتا ہے اور مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کے مرضِ اختلافات کی وجہ ان کی اپنے اسلاف کے عقیدہ و عمل سے دوری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کتاب و سنت میں نئی نئی تعبیرات و تشریحات کے ذریعے اسلام کا حلیہ بگاڑنے اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، ائمہ دین نے مسلمانوں کا شیرازہ بکھرنے سے بچانے کے لیے یہی تدبیر اپنائی کہ انہیں اسلام کے دَورِ آغاز کی طرف واپس لے جایا جائے۔ کوئی سلیم الفطرت مسلمان عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ و تابعین کا دین چھوڑ کر اسلام کی کسی نئی شکل کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ:

نیا موسم میری بینائی کو تسلیم نہیں      میری آنکھوں کو وہی خواب پرانا لا دے

**اہلِ اسلام!** ضروری ہے کہ ہر عقیدے اور نظریے کو بھی پیغمبرِ اسلام ﷺ کے عہدِ مبارک اور صحابہ و تابعین کے دورِ زریں کی روشنی میں دیکھا جائے۔ یہ ایسا معیار ہے جس سے کسی مسلمان کو کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے۔

**قارئین کرام!** نت نئے محبت رسول ﷺ کے اندازوں اور نت نئی خرافات کے حوالے سے ہم کہنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ کام ہمارے لیے خیر و بھلائی والے ہیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں ان کاموں کی طرف رہنمائی کیوں نہ کی؟ ........ اگر یہ کام خیر و بھلائی والے ہیں تو کیا صحابہ کرام اور دیگر خیر القرون کی نیک ہستیاں ان ثواب والے کاموں سے محروم رہیں؟ حالاں کہ اگر یہ کام نیکی اور خیر و بھلائی والے ہیں تو سلف

صالحین سب سے پہلے ان تک علمی رسائی حاصل کرتے۔ بعد والے خواہش پرست اور شکم پرور حضرات ان خرافات کو متعارف کرا کے دشمنانِ اسلام کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کاموں سے ہمارے اسلاف غافل رہے ہیں۔

**قارئین کرام!** ذرا آپ سوچیں تو سہی ...صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین اعلام جو ہمارے اسلاف ہیں، ان میں ایسی خرافات کیوں نہ تھیں؟ لہٰذا ہر فتنے اور ہر گمراہی وضلالت کے سامنے بند باندھنے کا ایک ہی راستہ ہے جو کہ صاف ستھرا، سچا اور سُچا معیار ہے کہ کیا یہ نظریہ اور انداز سلف صالحین میں تھا؟

**قارئین کرام!** سلف صالحین کے بہترین دور کے بعد معرض وجود میں آنے والی سب خرافات کا بہ غور جائزہ لیا جائے اور اس سے متعلقہ سب کڑیوں کو جوڑا جائے تو ایک بات ضرور سمجھ آتی ہے کہ مسلمانوں کو ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت بدعملی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ دشمن چاہتا ہے کہ مسلمان اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بھی بیگانے ہو جائیں، ان سے اسلام کی روح نکال دی جائے۔ اسلام باقی سب اَدیان پر غالب ہونے کے لیے آیا ہے، اس بات کو بھلا دیا جائے۔ آج دیکھ لیں کہ دشمن اس میں کس حد تک کامیاب ہو چکا ہے کہ ایک آدمی اپنے سگے باپ کا جنازہ پڑھتے وقت نماز جنازہ کی دُعاؤں سے ناواقف ہوتا ہے۔ خود کو دانشور سمجھنے والے سورت اخلاص کی تلاوت سے قاصر ہیں اور مسلمان عوام میت کو غسل دینے کا طریقہ بھول چکی ہے۔

**قارئین کرام!** ہم یہ بات کیوں کہہ رہے کہ سلف صالحین کے راستے کی پیروی کیجیے، اس لیے کہ سلف صالحین کی پیروی دراصل حق کی پیروی ہے جو کہ نجاتِ اُخروی کی ضمانت ہے۔ اسلاف کی مخالفت درحقیقت حق کی مخالفت ہے۔ سلف صالحین بہترین اُمت تھے۔ ان کے دور کو خیر القرون کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سند انہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے مبارک فرمان: 'خیر القرون قرنی' کے تحت عطا فرمائی تھی۔ ان کے منہج کو سبیل المومنین اور سبیل حق سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ان کا اتفاقی فہم اجماع کہلاتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور اس کا اتباع واجب اور مخالفت حرام ہے۔ ان کے منہج وعقیدہ اور اجماع کے ماننے والوں کو اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

**قارئین کرام!** سلف صالحین ائمہ اہل سنت کا مذہب ہی اسلم، اعلم اور احکم ہے، کیونکہ وہ ورع و تقویٰ اور علم وفضل میں فائق تھے۔ وہ تکلف کے نام سے بھی ناواقف تھے، اس لیے ان کے استنباط واجتہاد سب پر مقدم ہیں۔ وہ سب سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرنے والے تھے، وہ سب سے بڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ

کومحبوب رکھتے تھے، وہ سب سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کی سنتوں اور ایک ایک عمل کو اپنانے والے تھے، وہ اتباع سنت پر حریص اور کاربند تھے۔ سلف صالحین ہمارے اکابر ہیں اور اُمت میں خیر و برکت اور علم وفضل انہیں کے سبب ہے۔ وہ دیانت اور روایت میں اس قدر موثوق بہم ہیں کہ معیارِ حق کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہر گمراہی سے بچنے کا ایک ہی حل ہے کہ ان کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت میں شدید تر تھے، اس لیے شریعت کے معانی وحقائق ان پر کھول دیئے گئے تھے۔

1. امام اوزاعی رحمہ اللہ (م157ھ) ناصحانہ انداز میں فرماتے ہیں:

"اِصْبِرْ نَفْسَکَ عَلَی السُّنَّةِ وَقِفْ حَیْثُ وَقَفَ الْقَوْمُ وَقُلْ بِمَا قَالُوا، وَکُفَّ عَمَّا کَفُّوا عَنْهُ وَاسْلُکْ سَبِیلَ سَلَفِکَ الصَّالِحِ فَإِنَّهُ یَسَعُکَ مَا وَسِعَهُمْ" "سنت (اسلامی عقائد واعمال) پر ڈٹ جا، وہیں ٹھہر جہاں سلف ٹھہرے ہیں، وہی کہہ جو انہوں نے کہا، جس قول وفعل سے وہ رُکے رہے، اُس سے تُو بھی رُک جا اور اپنے سلف صالحین کی راہ پر چلتا رہ، وہی چیز (قرآن وسنت) تجھے کافی ہو جائے گی جو ان کو کافی ہوئی تھی۔" (حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء لابی نعیم الاصبهانی 143/6، وسنده صحیح)

2. امامِ اَندلس، محمد بن وضاح رحمہ اللہ (199-286ھ) فرماتے ہیں:

"فَعَلَیْکُمْ بِالِاتِّبَاعِ لِأَئِمَّةِ الْهُدَی الْمَعْرُوفِینَ، فَقَدْ قَالَ بَعْضُ مَنْ مَضَی : کَمْ مِّنْ أَمْرٍ هُوَ الْیَوْمَ مَعْرُوفٌ عِنْدَ کَثِیرٍ مِّنَ النَّاسِ؛ کَانَ مُنْکَرًا عِنْدَ مَنْ مَّضَی، وَمُتَحَبَّبٌ إِلَیْهِ بِمَا یُبْغِضُهُ عَلَیْهِ، وَمُتَقَرَّبٌ إِلَیْهِ بِمَا یُبْعِدُهُ مِنْهُ، وَکُلُّ بِدْعَةٍ عَلَیْهَا زِینَةٌ وَّبَهْجَةٌ" "تم پر معروف ائمہ ہدیٰ کی پیروی ضروری ہے۔ بعض اسلاف نے کہا ہے: کتنے ہی معاملات آج لوگوں میں مشہور ہیں، لیکن اسلاف کے ہاں وہ منکر تھے، کتنے ہی امور آج محبوب ہیں، حالانکہ اسلاف کے نزدیک قابل نفرت تھے اور کتنے ہی معاملات آج تقربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھے جاتے ہیں، جبکہ اسلاف کے ہاں وہ اللہ تعالیٰ سے دُوری کا سبب تھے۔ ہر بدعت خوبصورت اور خوش نما ہوتی ہے۔" (البدع والنهي عنها، ص:89، تحت الحدیث:107)

3. امام ابوالقاسم، قوام السنہ، اسماعیل تیمی اصبہانی رحمہ اللہ (م535ھ) لکھتے ہیں:

وشعار أهل السنة اتباعهم السلف الصالح، وترکهم کل ما هو مبتدع محدث.

"سلف صالحین کا اتباع اہل سنت الجماعت کا شعار ہے اور ان (کے منہج) کو چھوڑنے والا ہر شخص بدعتی اور اختراع پرداز ہے۔" (الحجة في بیان المحجة: 395/1)

4 علامہ ابو عبداللہ ابن الحاج فاسی رحمہ اللہ (م:737ھ) کیا خوب لکھتے ہیں:

"فَمَا حَدَثَ بَعْدَ السَّلَفِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ لَا یَخْلُو إِمَّا أَنْ یَکُونُوا عَلِمُوہُ وَعَلِمُوْا أَنَّہُ مُوَافِقٌ لِلشَّرِیْعَۃِ، وَلَمْ یَعْمَلُوْا بِہٖ وَمَعَاذَ اللّٰہِ أَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ إِذْ أَنَّہُ یَلْزَمُ مِنْہُ تَنْقِیْصُھُمْ وَتَفْضِیْلُ مَنْ بَعْدَھُمْ عَلَیْھِمْ وَمَعْلُوْمٌ أَنَّھُمْ أَکْمَلُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ وَأَشَدُّھُمْ اتِّبَاعًا.وَإِمَّا أَنْ یَّکُوْنُوْا عَلِمُوْہُ وَتَرَکُوا الْعَمَلَ بِہٖ لَمْ یَتْرُکُوْا إِلَّا لِمُوْجِبٍ أَوْجَبَ تَرْکَہُ فَکَیْفَ یُمْکِنُ فِعْلُہُ ھٰذَا مِمَّا لَا یُتَعَقَّلُ .وَإِمَّا أَنْ یَّکُوْنُوْا لَمْ یَعْلَمُوْہُ فَیَکُوْنَ مَنِ ادَّعٰی عِلْمَہُ بَعْدَھُمْ أَعْلَمَ مِنْھُمْ وَأَفْضَلَ وَأَعْرَفَ بِوُجُوْہِ الْبِرِّ وَأَحْرَصَ عَلَیْھَا وَلَوْ کَانَ ذٰلِکَ خَیْرًا لَّعَلِمُوْہُ وَلَظَھَرَ لَھُمْ وَمَعْلُوْمٌ أَنَّھُمْ أَعْقَلُ النَّاسِ وَأَعْلَمُھُمْ" جو چیزیں سلف صالحین کے بعد معرض وجود میں آئی ہیں، وہ تین حال سے خالی نہیں ہیں، یا تو سلف صالحین کو ان کا علم تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ وہ چیزیں شریعت کے موافق ہیں، پھر انھوں نے ان پر عمل نہیں کیا، معاذ اللہ! ایسا تو ممکن نہیں، کیونکہ اس سے سلف صالحین کی تنقیص ہوتی ہے اور بعد والوں کی ان پر فضیلت ثابت ہوتی ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ سب لوگوں سے ہر چیز میں کامل تھے اور سب سے بڑھ کر شریعت کا اتباع کرنے والے تھے۔ دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ سلف صالحین کو ان چیزوں کا علم تو تھا لیکن انہوں نے ان پر عمل چھوڑ دیا تھا، انہوں نے کسی ایسی دلیل کی وجہ سے یہ عمل چھوڑا تھا جو اس کے چھوڑنے کو واجب کرتی تھی، جب حقیقت حال ایسی تھی تو اب اُن پر عمل کرنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟ پھر تو ایسے کام کا شمار حرام کاموں میں ہوتا ہے۔ تیسری صورت یہ فرض کی جاسکتی ہے کہ سلف صالحین کو ان چیزوں کا علم ہی نہیں تھا، ایسی صورت میں جو شخص ان کے بعد ایسی چیزوں تک علمی رسائی کا دعویٰ کرے گا، وہ سلف صالحین سے زیادہ علم والا ہوگا اور نیکی کے کاموں کو زیادہ جاننے والا ہوگا اور نیکی پر زیادہ حریص ہوگا، حالاں کہ اگر یہ نیکی کے کام ہوتے تو سلف صالحین ان کو جانتے ہوتے، یہ بات مسلّم ہے کہ وہ سب لوگوں سے بڑھ کر عقل مند اور صاحب علم تھے۔" (المدخل:264/4)

5 منہج سلف کے علم بردار، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

"لَا عَیْبَ عَلٰی مَنْ أَظْھَرَ مَذْھَبَ السَّلَفِ وَانْتَسَبَ إِلَیْہِ وَاعْتَزٰی إِلَیْہِ بَلْ یَجِبُ قَبُوْلُ ذٰلِکَ مِنْہُ بِالِاتِّفَاقِ .فَإِنَّ مَذْھَبَ السَّلَفِ لَا یَکُوْنُ إِلَّا حَقًّا" "وہ شخص قابل قدح نہیں ہے، جس نے مذہب سلف کا اظہار کیا اور اس کی طرف نسبت کی، بل کہ اسے تو بالاتفاق قبول کرنا واجب ہے، کیوں کہ مذہب سلف حق ہی ہوتا ہے۔" (مجموع الفتاویٰ:149/4)

6 مؤرخ اسلام، ناقد رجال، حافظ ذہبی رحمہ اللہ (م 748ھ) لکھتے ہیں: ''فإن أحببت يا عبد الله الإنصاف فقف مع نصوص القرآن والسنن ثم انظر ما قاله الصحابة والتابعون وأئمة التفسير في هذه الآيات وما حكوه من مذاهب السلف'' ''اللہ کے بندے! اگر انصاف چاہتا ہے تو قرآن و سنت کے دلائل پر ٹھہر جا، پھر دیکھ کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ تفسیر نے ان آیات کی تفسیر میں کیا کہا ہے؟ اور سلف صالحین سے اس بارے میں کیا منقول ہے؟'' (العلو للعلی الغفار، ص: 13)

7 مفسر قرآن، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م 774ھ) فرماتے ہیں: ''وَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَيَقُولُونَ فِي كُلِّ فِعْلٍ وَقَوْلٍ لَمْ يَثْبُتْ عَنِ الصَّحَابَةِ: هُوَ بِدْعَةٌ؛ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ خَيْرًا لسبقونا إليه، لأنهم لَمْ يَتْرُكُوا خَصْلَةً مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ إِلَّا وَقَدْ بَادَرُوا إِلَيْهَا'' ''اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ ہر وہ قول وفعل جو صحابہ کرام سے ثابت نہ ہو، بدعت ہے، اگر وہ کارِ خیر ہوتا تو وہ ہم سے پہلے یہ کام کر جاتے، کیونکہ وہ کوئی نیک کام نہ چھوڑتے تھے، بلکہ اس میں جلدی کرتے تھے۔'' (تفسیر ابن کثیر: 567/5)

8 علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م 790ھ) لکھتے ہیں:

''اَلْحَذَرَ الْحَذَرَ مِنْ مُخَالَفَةِ الْأَوَّلِينَ، فَلَوْ كَانَ ثَمَّ فَضْلٌ (مَا) لَكَانَ الْأَوَّلُونَ أَحَقَّ بِهِ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ'' ''سلف کی مخالفت سے بچو، اگر اس کام (جس کو سلف نے نہیں کیا) میں کوئی فضیلت ہوتی تو پہلے لوگ اس کے زیادہ مستحق تھے، واللہ المستعان!'' (الموافقات: 56/3)

## اسلام میں اختراعات کی گنجائش نہیں

اسلام ایک کامل واکمل دین ہے، اس میں کمی وبیشی کی ہرگز گنجائش نہیں، اس کے باوجود بعض الناس اپنے من پسند نظریات کو دین اسلام خیال کرتے ہیں، بدعات وخرافات کی ہر دور میں علمائے اسلام کی سرکوبی کی ہے۔

1 امامِ حرمین، فقیہ مدینہ، مالک بن انس رحمہ اللہ (93-179ھ) فرماتے ہیں:

'مَنْ أَحْدَثَ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَلَفُهَا، فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَانَ الرِّسَالَةَ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: 5.3) فَمَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِيْنًا، لَا يَكُوْنُ الْيَوْمَ دِيْنًا'' ''اُمت محمدیہ میں سے جو شخص آج کے دن کوئی نیا کام ایجاد کرے جس پر اس اُمت کے اسلاف نے عمل

نہیں کیا، تو اُس نے یہ سمجھ لیا کہ (معاذ اللہ!) رسول اکرم ﷺ نے رسالت میں خیانت سے کام لیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (سورۃ المائدۃ: 3-5) (آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا ہے) جو چیز اُس دن دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی۔" (الإحکام فی أصول الأحکام لابن حزم 85/6، وسندہٗ حسنٌ)

2. حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ (701-774ھ) قرآن کریم کی آیت کریمہ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"هٰذِهٖ أَكْبَرُ نِعَمِ اللّٰهِ، عَزَّ وَجَلَّ، عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ حَيْثُ أَكْمَلَ تَعَالٰى لَهُمْ دِيْنَهُمْ، فَلَا يَحْتَاجُوْنَ إِلٰى دِيْنٍ غَيْرِهٖ، وَلَا إِلٰى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ؛ وَلِهٰذَا جَعَلَهُ اللّٰهُ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ، وَبَعَثَهٗ إِلَى الْإِنْسِ وَالْجِنِّ، فَلَا حَلَالَ إِلَّا مَا أَحَلَّهٗ، وَلَا حَرَامَ إِلَّا مَا حَرَّمَهٗ، وَلَا دِيْنَ إِلَّا مَا شَرَعَهٗ" "یہ اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے کہ اس نے ان کے لیے دین مکمل کر دیا، انہیں کسی اور دین کی حاجت نہیں، نہ اپنے نبی (کریم ﷺ) کے علاوہ کسی نبی کے محتاج ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنا کر جن وانس دونوں کی طرف بھیجا ہے، حلال وہی ہے، جس کو آپ ﷺ نے حلال کیا ہے اور حرام وہی ہے، جس کو آپ ﷺ نے حرام قرار دیا اور دین صرف وہی ہے، جسے آپ ﷺ نے مقرر کر دیا ہے۔" (تفسیر ابن کثیر 465/2)

3. علامہ شاطبی رحمہ اللہ بدعات کا ردّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لَوْ كَانَ دَلِيْلًا عَلَيْهِ؛ لَمْ يَعْزُبْ عَنْ فَهْمِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ ثُمَّ يَفْهَمُهٗ هٰؤُلَاءِ، فَعَمَلُ الْأَوَّلِيْنَ كَيْفَ كَانَ مُصَادِمٌ لِمُقْتَضٰى هٰذَا الْمَفْهُوْمِ وَمُعَارِضٌ لَهٗ، وَلَوْ كَانَ تَرْكَ الْعَمَلِ؛ فَمَا عَمِلَ بِهِ الْمُتَأَخِّرُوْنَ مِنْ هٰذَا الْقِسْمِ مُخَالِفٌ لِإِجْمَاعِ الْأَوَّلِيْنَ، وَكُلُّ مَنْ خَالَفَ الْإِجْمَاعَ؛ فَهُوَ مُخْطِئٌ، وَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰى ضَلَالَةٍ، فَمَا كَانُوْا عَلَيْهِ مِنْ فِعْلٍ أَوْ تَرْكٍ؛ فَهُوَ السُّنَّةُ وَالْأَمْرُ الْمُعْتَبَرُ، وَهُوَ الْهُدٰى، وَلَيْسَ ثَمَّ إِلَّا صَوَابٌ أَوْ خَطَأٌ؛ فَكُلُّ مَنْ خَالَفَ السَّلَفَ الْأَوَّلِيْنَ فَهُوَ عَلٰى خَطَأٍ، وَهٰذَا كَافٍ..." "اگر اس پر کوئی دلیل ہوتی تو فہم صحابہ وتابعین سے غائب نہ رہتی کہ بعد میں یہ لوگ اسے سمجھ لیتے! سلف کا عمل اس مفہوم کے خلاف ومعارض کیسے تھا؟ اگر چہ ان کا

عمل یہاں ترکِ عمل ہی ہے۔اس طرح کی چیزوں میں متاخرین نے جو عمل کیا ہے، وہ سلف کے اجماع کے خلاف ہے اور ہر وہ شخص جو اجماع کی مخالفت کرتا ہے، وہ خطا کار ہے، کیونکہ اُمتِ محمدیہ کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی، لہٰذا سلف جس کام کو کرنے یا چھوڑنے پر متفق ہوں، وہی سنت اور معتبر اَمر ہے اور وہی ہدایت ہے۔ کسی کام میں دو ہی احتمال ہوتے ہیں، درستی یا غلطی، جو شخص سلف صالحین کی مخالفت کرے گا، وہ خطا پر ہوگا اور یہی اس کے خطا کار ہونے کے لیے کافی ہے۔''(الموافقات:3/72)

❁ نیز لکھتے ہیں:

'فَلِهٰذَا كُلِّهٖ يَجِبُ عَلٰى كُلِّ نَاظِرٍ فِي الدَّلِيْلِ الشَّرْعِيِّ مُرَاعَاةُ مَا فَهِمَ مِنْهُ الْـأَوَّلُوْنَ، وَمَا كَانُوْا عَلَيْهِ فِي الْعَمَلِ بِهٖ؛ فَهُوَ أَحْرٰى بِالصَّوَابِ، وَأَقْوَمُ فِي الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ..''ان ساری باتوں کے پیشِ نظر شرعی دلیل میں غور کرنے والے ہر شخص کے لیے سلف کے فہم وعمل کا لحاظ رکھنا فرض ہے، کیونکہ وہی درستی کے زیادہ قریب اور علم وعمل میں زیادہ پختہ ہے۔''(الموافقات:3/77)

❁ مزید لکھتے ہیں:''فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ أَدْرَكُوا هٰذِهِ الْمَدَارِكَ، وَعَبَرُوا عَلٰى هٰذِهِ الْمَسَالِكِ؛ إِمَّا أَنْ يَّكُوْنُوْا قَدْ أَدْرَكُوْا مِنْ فَهْمِ الشَّرِيْعَةِ مَا لَمْ يَفْهَمْهُ الْـأَوَّلُوْنَ، أَوْ حَادُوْا عَنْ فَهْمِهَا، وَهٰذَا الْـأَخِيْرُ هُوَ الصَّوَابُ، إِذِ الْمُتَقَدِّمُوْنَ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ هُمْ كَانُوْا عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ، وَلَمْ يَفْهَمُوْا مِنَ الْـأَدِلَّةِ الْمَذْكُوْرَةِ وَمَا أَشْبَهَهَا إِلَّا مَا كَانُوا عَلَيْهِ، وَهٰذِهِ الْمُحْدَثَاتُ لَمْ تَكُنْ فِيهِمْ، وَلَا عَمِلُوْا بِهَا، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّ تِلْكَ الْـأَدِلَّةَ لَمْ تَتَضَمَّنْ هٰذِهِ الْمَعَانِيَ الْمُخْتَرَعَةَ بِحَالٍ، وَصَارَ عَمَلُهُمْ بِخِلَافِ ذٰلِكَ دَلِيْلًا إِجْمَاعِيًّا عَلٰى أَنَّ هٰؤُلَاءِ فِي اسْتِدْلَالَاتِهِمْ وَعَمَلِهِمْ مُخْطِئُوْنَ وَمُخَالِفُوْنَ لِلسُّنَّةِ، فَيُقَالُ لِمَنِ اسْتَدَلَّ بِأَمْثَالِ ذٰلِكَ : هَلْ وُجِدَ هٰذَا الْمَعْنَى الَّذِي اسْتَنْبَطْتَ فِي عَمَلِ الْـأَوَّلِينَ أَوْ لَمْ يُوجَدْ؟ فَإِنْ زَعَمَ أَنَّهُ لَمْ يُوجَدْ : وَلَا بُدَّ مِنْ ذٰلِكَ: فَيُقَالُ لَهُ : أَفَكَانُوْا غَافِلِيْنَ عَمَّا تَنَبَّهْتَ لَهُ أَوْ جَاهِلِينَ بِهٖ، أَمْ لَا ؟ وَلَا يَسَعُهُ أَنْ يَقُولَ بِهٰذَا، لِأَنَّهُ فَتْحٌ لِبَابِ الْفَضِيحَةِ عَلٰى نَفْسِهٖ، وَخَرْقٌ لِلْإِجْمَاعِ، وَإِنْ قَالَ : إِنَّهُمْ كَانُوْا عَارِفِيْنَ بِمَآخِذِ هٰذِهِ الْـأَدِلَّةِ، كَمَا كَانُوْا عَارِفِيْنَ بِمَآخِذِ غَيْرِهَا، قِيلَ لَهُ : فَمَا الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَمَلِ بِمُقْتَضَاهَا عَلٰى زَعْمِكَ حَتّٰى خَالَفُوْهَا إِلٰى غَيْرِهَا ؟ مَا ذَاكَ إِلَّا لِأَنَّهُمْ اجْتَمَعُوا فِيهَا عَلَى الْخَطَأِ دُوْنَكَ أَيُّهَا الْمُتَقَوِّلُ، وَالْبُرْهَانُ الشَّرْعِيُّ وَالْعَادِيُّ دَالٌّ عَلٰى عَكْسِ الْقَضِيَّةِ،

فَكُلُّ مَا جَاءَ مُخَالِفًا لِّمَا عَلَيْهِ السَّلَفُ الصَّالِحُ، فَهُوَ الضَّلَالُ بِعَيْنِهِ" "جن لوگوں نے (قرآن و سنت کی نصوص کے بدعت پر مبنی) یہ مفہوم سمجھے ہیں اور ان (بدعتی) مسالک کو اپنایا ہے، انہوں نے یا تو شریعت کا ایسا فہم حاصل کرلیا ہے جو سلف صالحین کو حاصل نہیں ہوا یا پھر ان کو سمجھنے میں انہیں غلطی لگ گئی ہے۔ دوسری بات ہی درست ہے کیونکہ سلف صالحین صراطِ مستقیم پر گامزن تھے۔ انہوں نے ان بدعتی لوگوں کے ذکر کردہ دلائل سے وہی سمجھا جس پر وہ عمل کرتے رہے۔ یہ بدعات ان میں موجود نہ تھیں، نہ انہوں نے ان پر عمل کیا۔ اس سے معلوم ہوا ان نصوص کے یہ معنیٰ (جو بدعتی لوگوں نے بدعت کی تقویت کے لیے کیے ہیں) کسی صورت درست نہیں ہو سکتے بلکہ سلف صالحین کا ان بدعات کے خلاف عمل کرنا اس بات کی اجماعی دلیل ہے کہ یہ بدعتی لوگ اپنے استدلال و عمل میں غلطی پر ہیں اور سنت کی مخالفت کررہے ہیں، نیز جو لوگ ایسے استدلال کرتے ہیں، ان سے پوچھا جائے کہ جس معنیٰ کا تم نے استنباط کیا ہے، وہ سلف صالحین کے عمل میں ملتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ کہیں کہ نہیں اور انہیں یہی کہنا پڑے گا، تو پھر ان سے پوچھا جائے کہ کیا سلف صالحین ان معانی سے غافل یا جاہل تھے جن کا تمہیں علم ہوا ہے؟ وہ کسی صورت بھی ہاں میں جواب نہیں دے سکتے کیونکہ ایسا کہنے سے وہ خود رسوا ہو جائیں گے اور اجماع کا مخالف قرار پائیں گے۔ اور اگر وہ کہیں کہ سلف صالحین ان نصوص کے معانی بھی اسی طرح جانتے تھے جس طرح دوسری نصوص کے معانی سے واقف تھے، تو انہیں جواب دیا جائے کہ پھر تمہارے خیال میں سلف صالحین کو ان معانی کے مطابق عمل کرنے میں کون سی چیز رکاوٹ بنی کہ انہوں نے یہ کام چھوڑ کر ان کے خلاف کیا؟ جھوٹو! (تمہارے کم عقل ذہن میں) ایک ہی بات آسکتی ہے کہ سارے کے سارے اسلاف (اس بارے میں) غلطی پر جمع ہو گئے تھے۔ لیکن شرعی وفطری دلائل تمہارے اس عقل سے عاری خیال کی مخالفت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو کام بھی سلف صالحین کے طریقہ کار کے خلاف ہو، وہ یقینی طور پر گمراہی ہوتا ہے۔" (الموافقات: 73/3)

4 شیخ الاسلام ثانی، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ (691-751ھ) فرماتے ہیں:

"اِشْتَدَّ نَكِيْرُ السَّلَفِ وَالْأَئِمَّةِ لَهَا، وَصَاحُوْا بِأَهْلِهَا مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ، وَحَذَّرُوْا فِتْنَتَهُمْ أَشَدَّ التَّحْذِيْرِ، وَبَالَغُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا لَمْ يُبَالِغُوْا مِثْلَهُ فِيْ إِنْكَارِ الْفَوَاحِشِ، وَالظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ، إِذْ مَضَرَّةُ الْبِدَعِ وَهَدْمُهَا لِلدِّيْنِ وَمُنَافَاتُهَا لَهُ أَشَدُّ" "سلف صالحین اور ائمہ دین بدعت کا سخت ترین ردّ کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اہل بدعت کو زمین کے کونے کونے سے للکارا اور لوگوں کو ان کے فتنے سے بہت زیادہ ڈرایا۔ انہوں نے اس کی اتنی زیادہ مخالفت کی کہ اتنی مخالفت فحاشی اور ظلم وزیادتی جیسے گناہوں کی بھی نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بدعت کی مضرت اور اس سے دین کو نقصان باقی گناہوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔" (مدارج السالکین: 372/1)